نواں مَرثیہ عنوان علیؑ اور اِسلام

مطلع : حرفِ سُخَن متاعِ ہُنر کر رہا ہوں مَیں

بند: ۷۵

تصنیف: ۱۹۹۹ء

دانش کو آگہی سے جُدا کر کے دیکھیے
سورج سے روشنی کو جُدا کر کے دیکھیے
ذِمّہ ہے میرا دن کو جو تارے نظر نہ آئیں
اِسلام سے علیؑ کو جُدا کر کے دیکھیے

۱

حرفِ سخن متاعِ ہنر کر رہا ہوں میں
مانوس راستوں سے گزر کر رہا ہوں میں
ماضی کے گرد و پیش سفر کر رہا ہوں میں
آج اپنی زندگی پہ نظر کر رہا ہوں میں
لکھنے ہیں واقعات جو ، ماضی کے حال میں
جگنو چمک رہے ہیں فضائے خیال میں

۲

میری نظر میں ہیں مِرے ماضی کے صبح و شام
لیتا نہیں عدو سے بھی اپنے میں انتقام
میری سرشت میں ہے بزرگوں کا احترام
کرتا رہا ہوں جھک کے ہمیشہ انہیں سلام
نام و نمود کی ہے ، نہ شہرت کی فکر ہے
کچھ ہے تو آبرو کی ہے ، عزّت کی فکر ہے

۳

احسان ہے خدا کا کہ پیدا کیا وہاں
ہر آن ذکر آلِ محمدؐ کا تھا جہاں
فرشِ عزا ہمیشہ بچھا جس میں ، وہ مکاں
اک کام تھا یہی کہ تھا سب کا قرارِ جاں
نامِ حسینؑ لیتے تھے کس اہتمام سے
مشہور تھی حویلی اسی ایک کام سے

۴

پیدا ہوا تو خیر سے اعلیٰ نَسَب ملا
وہ نسبتیں ملیں کہ شَرَف کا سبب ملا
ماحول میں بسا ہوا ذوقِ اَدَب ملا
عالی مَنِش گھروں سے جو ملتا ہے سَب ملا
اَسلاف رَہ‌روانِ رَہِ مُستَقیم تھے
رہتا خَموش کیوں مِرے دادا کَلیم تھے

۵

دادا کی طرح باپ بھی ذاکر فلک مقام
کہتے تھے مرثیے بھی جو ہر سال لا کلام
پڑھتے تھے مجلسوں میں بصد شان و احتشام
میرا بھی خیر سے ہے اُسی قصر میں قیام
اولاد پر بھی سایۂ شاہِ نَجَف رہے
میرے خلف میں بھی یونہی باقی شَرَف رہے

۶

یا رب مِرا شُجیع بھی اہلِ قلم بنے
عالِم بنے ، امیر نہ بنے ، محترم بنے
فائز کمال پر ہو اگر کم سے کم بنے
تائید سے علیؑ کی بنے ، جو بھرم بنے
قدریں جو اپنے گھر کی ہیں اُن کا امین ہو
دادا کی طرح آپ بھی منبر نشین ہو

۷

جس گھر میں آنکھ کھولی وہ گھر سیّدوں کا تھا
جس شاخ کا ثمر ہوں ، شجر سیّدوں کا تھا
ہر آن مجھ پہ فیضِ نظر سیّدوں کا تھا
گویا سرشت ہی میں اثر سیّدوں کا تھا
ماحول میں جو دھوم خدا کے ولیؑ کی تھی
گھٹّی میں جو ملی ، وہ محبّت علیؑ کی تھی

۸

کیا چاہیے ہے اور جو حُبِّ علیؑ ملے
کچھ اور بھی ملے ، تو ہمیں بس یہی ملے
غم اِن کے لال کا ملے ، اِن کی خوشی ملے
اِن کی رضا کی موت ملے ، زندگی ملے
اوروں سے مشورت نہ تاسّی کِسی کی ہو
جو بات ہو نبیؐ کی ہو ، آلِ نبیؐ کی ہو

۹

بابا کو بھی انہیں کی غلامی قبول تھی
ماں وہ تھی جو کنیزِ بتولؑ تھی
فرشِ عزا پہ باغِ مَودّت کا پھول تھی
جو کچھ ملا وہ ان کے ہی قدموں کی دھول تھی
ماں باپ کا ہے فیض کہ منبر نشین ہوں
بہتر نہیں ، خدا کی قسم بہترین ہوں

۱۰

فصلِ عزا سے قبل محرّم کے کام کاج
وہ جھاڑ پونچھ اور صفائی کی احتیاج
چھڑیاں علم کی نہر سے دھونے کا وہ رواج
فرشِ عزا بچھانے کا سو سال کا مزاج
روشن چراغ ہوتے تھے پہلے جو شام سے
کچھ لوگ دن ڈھلے ہی سے لگتے تھے کام سے

۱۱

وہ فاطمہؑ کے لال کی مجلس بصد وقار
سب سامعین حُسنِ سماعت کا اعتبار
ہر ایک کی نشست معیّن بہ افتخار
خالی جگہ کے پُر ہوئے جانے کا انتظار
یہ وضع کچھ شنید نہیں ، چشم دید تھی
اپنی جگہ پہ سب تھے تو آنکھوں کی عید تھی

۱۲

تھا حاضرین کا بھی برابر کا احترام
عالم کا احترام سخن وَر کا احترام
منبر کے ساتھ صاحبِ منبر کا احترام
فرشِ عزا جہاں بچھے اس گھر کا احترام
کم رہ گئی ہے جو وہی تہذیب ملتی تھی
بچوں کو پیش خوانی کی ترغیب ملتی تھی

۱۳

اخلاق سے بلند شرافت کے بام و در
نظریں بلندیوں پہ تھیں سجدے زمین پر
تھا حُبِّ اہلِ بیت سے معمور سارا گھر
بچوں کی تربیت میں تھا سادات کا اثر
کس کم سِنی میں صورت رُکن رکین تھا
میں چار سال کا تھا، تو منبر نشین تھا

۱۴

مجلس کے رکھ رکھاؤ میں منبر کا وہ وقار
منبر سے مرثیے کا ترنّم بھی ناگوار
منبر نشین ہوتے تھے اربابِ اعتبار
خوش خلق و نیک نام و سخن سنج و بردبار
یہ وقت وہ تھا دین میں گھاتیں حرام تھیں
منبر سے کاروبار کی باتیں حرام تھیں

۱۵

گھر میں تھا روز فصلِ عزا کا وہ اہتمام
دن رات مجلسوں ہی کا ہوتا تھا صرف کام
وہ پانچویں سے خاص تبرک کا انتظام
سب سے بڑی وہ شہر کی مجلس بوقتِ شام
زینبؑ کے لاڈلوں کا بپا چھٹ کو غم ہوا
غازیؑ کا آٹھویں کو برآمد عَلَم ہوا

۱۶

سب کام بند ہوتے تھے ، کارِ امام تھا
اس گھر میں ایک شغل یہی صبح و شام تھا
ہر دل میں ، ہر زبان پہ مولا کا نام تھا
نزدیک ہو کہ دور ہو ، مجلس سے کام تھا
جانا جو صبح دَم کبھی ہوتا تھا گاؤں میں
تڑکے ہی اُٹھ کے جاتے تھے تاروں کی چھاؤں میں

۱۷

گھر سے نکل کے دور گئے یا قریں گئے
فرشِ عزا جہاں نظر آیا وہیں گئے
دنیا کے کام چھوڑ کے بس بہرِ دیں گئے
ہم اِن دنوں میں اور کہیں بھی نہیں گئے
سمجھو کہ روشنی سے اُٹھے ، روشنی میں تھے
مجلس جو ایک ختم ہوئی ، دوسری میں تھے

۱۸

زخمِ اَلم کو چارۂ مرہم سے کام تھا
قلبِ حزیں کو دیدۂ پُرنم سے کام تھا
کچھ اور غم نہیں تھا ، اسی غم سے کام تھا
دس دن تو صرف مجلس و ماتم سے کام تھا
بزمِ عزا سے ہم کبھی اُٹھے نہ چین سے
سیری کبھی ہوئی نہیں ذکرِ حسینؑ سے

۱۹

وہ نصفِ شب کی "گھیر[۱]" کی مجلس بھی خُوب تھی
ویسی ، نہ شَرق و غَرب وشُمال و جُنوب تھی
کب درمیانِ وقتِ طُلوع و غرُوب تھی
کیا دولتِ قرار برائے قُلوب تھی
چائے کا اہتمام تھا ، پانوں کے ساتھ ساتھ
حُقّے کے دور چلتے تھے باتوں کے ساتھ ساتھ

۲۰

سرگرمئِ مباحثِ شعر و اَدَب کے بعد
باتیں جہاں کی ، ذکرِ عَجَم اور عَرَب کے بعد
مجلس شروع ہوتی تھی وہ نصف شَب کے بعد
جتنی بھی مجلسیں وہاں ہوتی تھیں سَب کے بعد
مارے تھکن کے نیند میں ہم ڈوب جاتے تھے
دُو دُو سو بند سُننے اَجِنّا بھی آتے تھے

۲۱

عاشور کو جلوس جو جاتا تھا کربلا[۲]
بازار سے گذرتا تھا بستی کے جا بجا
اہلِ جلوس کرتے ہوئے ماتم و بُکا
ہندی کلام پڑھتے تھے رستے میں نجم[۳] کا
دل جو گدُاز ہوتے تھے بولوں پہ نجم کے
ہندو بھی گریہ کرتے تھے نوحوں پہ نجم کے

۱۔ بھرت پور کے ایک محلہ کا نام
۲۔ بستی سے دور وہ مقام جہاں تعزیے دفن کیے جاتے تھے۔
۳۔ علامہ نجم آفندی

۲۲

تاثیر اور ہوتی تھی ہندی کی نظم کی
دیں کی ، نہ کچھ دھرم کی کوئی اس میں قید تھی
"اسلام پوتھی" نجم کی جب بھی پڑھی گئی
روتے تھے پھوٹ پھوٹ کے اربابِ دل سبھی
غم کی یہ داستان دلوں تک جو جاتی تھی
گِریہ میں ہچکیوں کی صدا صاف آتی تھی

۲۳

پھر یوں ہوا کہ ملک میں آیا وہ انقلاب
تاریخ نے لہو سے لکھا جس کا باب باب
پہلے تو یوں لکھی نہ گئی تھی کوئی کتاب
بہتا تھا خون سڑکوں پہ گویا مثالِ آب
اس سیلِ قتل و خوں میں جو گھر چھوڑ آئے تھے
ہم اور کچھ نہ لائے ، عَلَم ساتھ لائے تھے

۲۴

اللہ رے حسینؑ کی مجلس کا اہتمام
ہجرت کی سختیوں میں بھی جاری رہا یہ کام
رہنے کو بھی جگہ نہ میسّر تھی لا کلام
پر دل کو تھی لگی تو ہوئی نصرتِ امام
فصلِ عزا کا ایک بھی ناغہ نہیں ہوا
اس انقلاب میں بھی تو وقفہ نہیں ہوا

۲۵

دل میں بسی ہوئی ہے جو غم خواریٔ حسینؑ
بڑھتی ہی جارہی ہے طلب گاریٔ حسینؑ
مقصد ہے زندگی کا طرف داریٔ حسینؑ
لے آئے ہم یہاں بھی عزاداریٔ حسینؑ
پیشِ نظر فلاح ہے عصرِ جدید کی
کرتے ہیں صبح و شام ملامت یزید کی

۲۶

صدیوں کی ہیں رچی ہوئی اِقدارِ دوستی
اُلفت ہے اہلِ بیت کی معیارِ دوستی
حُبِّ علیؑ ہے طالبِ اظہارِ دوستی
بغضِ امیرِ شام بھی ہے کارِ دوستی
کانٹوں سے اجتناب ہے، رغبت ہے پھول سے
ہے دشمنی تو دشمنِ آلِ رسولؐ سے

۲۷

اسلام کی بقا کی ضمانت علیؑ سے ہے
ساری حفاظتوں کی روایت علیؑ سے ہے
دنیا بھی ہے علیؑ سے، قیامت علیؑ سے ہے
وہ خوش قدم ہیں جن کو محبت علیؑ سے ہے
دشمن علیؑ کے بن کے جو محشر میں جائیں گے
پیشِ خدا، رسولؐ کو کیا منہ دکھائیں گے

۲۸

یورش اگر ہو دیں پہ، تو دیں کی سپَر ہیں یہ
شب ہائے ظلم و کفر میں بانگِ سحر ہیں یہ
کوئی دُعا بلب ہو، دُعا کا اثر ہیں یہ
حالات اگر بُرے ہوں تو اچھی خبر ہیں یہ
وہ خوب جانتے ہیں جو کہتے ہیں یا علیؑ
مشکل میں کام آتے ہیں مشکل کشا علیؑ

۲۹

اِسلام کا وقار سلامت علیؑ سے ہے
دینِ خدا کا یہ قد و قامت علیؑ سے ہے
سب نقدِ اعتبار، عبارت علیؑ سے ہے
حیرت ہے پھر بھی تم کو عداوت علیؑ سے ہے
یہ تجربہ بھی آج زرا کرکے دیکھ لو
اِسلام کو علیؑ سے جُدا کرکے دیکھ لو

۳۰

اسلام کے بدن میں حرارت علیؑ سے ہے
جو ہے وہ زندگی کی علامت علیؑ سے ہے
آباد شاہراہِ شہادت علیؑ سے ہے
جاری شہادتوں کی روایت علیؑ سے ہے
قائم انہیں سے آج بھی دیں کا ستون ہے
اِسلام کی رگوں میں انہیں کا تو خون ہے

۳۱

سنجیدگی علیؑ سے ، متانت علیؑ سے ہے
اسلام کی یہ شان ، یہ شوکت علیؑ سے ہے
اسلام کو ملی ہے جو طاقت ، علیؑ سے ہے
ایمان میں یہ جوش ، یہ شدّت علیؑ سے ہے
بعدِ رسول کارِ ہدایت کرے گا کون
حاکم نہ کر سکے تو عدالت کرے گا کون

۳۲

بندوں میں مُرتضٰی ہیں ، امامت علیؑ سے ہے
روشن چراغِ راہِ ہدایت علیؑ سے ہے
سجدوں کا ہیں غرور ، عبادت علیؑ سے ہے
آیت گواہ ہے کہ سخاوت علیؑ سے ہے
رَب کے حضور وقتِ کمالِ نیاز میں
سائل کو کون دے گا انگوٹھی نماز میں

۳۳

غزوے گواہ ہیں کہ شجاعت علیؑ سے ہے
شیرِ خدا ہیں ، دین کی طاقت علیؑ سے ہے
عالم میں سر بلند یہ رایت علیؑ سے ہے
دیں ہے خدا کا ، اس کی حفاظت علیؑ سے ہے
سب ہوں گے ذوالعشیرہ میں نزدیک و دور سے
نُصرت کا وعدہ کون کرے گا حضورؐ سے

۳۴

سیفِ علیؑ نہ جنگ میں گر ٹوٹ جائے گی
تلوار آسمان سے کیا پھر بھی آئے گی
کیا ، کچھ ، ندائے ہاتفِ غیبی سُنائے گی
کیا ذوالفقار خون کے دریا بہائے گی
جیسا کوئی جوان نہ ہو ، کون ہوئے گا
مُنہ کافروں کا خون سے پھر کون دھوئے گا

۳۵

میدان چھوڑ چھوڑ کے جو بھاگ جائیں گے
وہ کس طرح خُدا کے نبیؐ کو بچائیں گے
خیبر کی فتح کے لیے کس کو بلائیں گے
چالیس دن شکست و ہزیمت اُٹھائیں گے
آئے گا کلِّ کفر تو پھر کون جائے گا
سر ابنِ عبدوَد کا بھلا کون لائے گا

۳۶

اسلام کو ملی ہے جو عزت ، علیؑ سے ہے
باقی ہر اک اَذان ، اِقامت علیؑ سے ہے
تقویٰ علیؑ سے ، زُہد ، عبادت علیؑ سے ہے
قائم خدا کے دین کی حُجّت علیؑ سے ہے
ان کے عدو کے حق میں بُرائی ہے ہر طرف
محشر میں بھی انہیں کی رسائی ہے ہر طرف

۳۷

احسانِ ذوالجلال ہیں یہ ، ماء و طین پر
ان کا ہی اختیار ہے دنیا پہ دین پر
ایسا بھی کوئی عبدِ خدا ہے زمین پر
قرآن پورا پڑھ لے جو بیٹھے وہ زین پر
قرآن کا انہیں کے تو ہاتھوں میں ہاتھ ہے
کوثر تلک پہنچنا انہیں کے تو ساتھ ہے

۳۸

ہے کون جو خدا کا تعارف کرائے گا
خطبوں سے کون شانِ رسالت دکھائے گا
قرآں جو اہلِ بیتؑ کی سیرت نہ پائے گا
پھر کس طرح سے اپنے مطالب بتائے گا
قرآن و حق کے ساتھ بھلا کون ہوئے گا
ہجرت کی شب نبیؐ کی جگہ کون سوئے گا

۳۹

مُشکل ہوئے جو فیصلے کس سے کرائیں گے
تحریر کس سے ان کی غلامی کی پائیں گے
کس کی وِلا کو اجرِ رسالت بتائیں گے
آخر ، مباہلہ میں کسے لے کے جائیں گے
لائیں اگر ہو کوئی زمیں ، آسمان میں
میرے یقیں میں ہے ، نہ کسی کے گمان میں

۴۰

ہارون کی صفت کا وصی کون ہوئے گا
وارث نبیؐ کا ، بعدِ نبیؐ کون ہوئے گا
ایسا کوئی بہ نامِ علیؑ کون ہوئے گا
بعدِ رسولؐ اور ولی کون ہوئے گا
ہر اُمّتی کے نفس پہ اولیٰ کہیں جسے
ایسا ہے اور کون کہ مولا کہیں جسے

۴۱

ایسا نہیں ہے کوئی بھی برنا و پیر میں
اِسلام کی حیات ہے ان کے ضمیر میں
مولا بنائے جائیں گے جمِّ غفیر میں
راضی خدا بھی دین سے ہوگا غدیر میں
کوئی بھی مسئلہ ہو ، کبھی حل نہ ہوئے گا
ان کے بغیر دین مکمل نہ ہوئے گا

۴۲

لاشہ نبیؐ کا چھوڑ کے بھاگیں گے تیز دست
رُخ دیکھ کر ہوا کا ، چلیں گے ہوا پرست
بدلیں گے کامیابی سے اپنی کھلی شکست
تحصیلِ اقتدار کے نشّہ میں ہوں گے مست
اہلِ سقیفہ میں سے بھلا کون آئے گا
ہے کون جو نبیؐ کا جنازہ اٹھائے گا

۴۳

خیبر میں یوں نبیؐ سے عَلَم پائے گا کوئی
پانی جنوں سے چھین کے لے آئے گا کوئی
حق دار کو امانتیں پہنچائے گا کوئی
مغرب سے آفتاب کو پلٹائے گا کوئی
اِسلام کو ہوئی ہے نہ ایسی کسی کی ہے
جیسی قدم قدم پہ ضرورت علیؑ کی ہے

۴۴

راہِ خدا میں راہِ ارادت علیؑ سے ہے
ہر لحظہؑ و دقیقہ و ساعت علیؑ سے ہے
جو بھی ملی ہوئی ہے ، سعادت علیؑ سے ہے
احسان ہے خدا کا کہ نسبت علیؑ سے ہے
ان کے عدو کے ، ہم تو کسی طور کے نہیں
جیسے بھی ہیں ، جہاں ہیں کسی اور کے نہیں

۴۵

ایسی نہ ہو سکے گی عقیدت کسی کے ساتھ
جیسی نبیؐ کے ساتھ ہے ، آلِ نبیؐ کے ساتھ
میرا بھی عہد ہے یہ مری زندگی کے ساتھ
جینا علیؑ کے ساتھ ہے ، مرنا علیؑ کے ساتھ
حکمِ خدا ہے یہ کہ مودّت ہو آلؑ سے
ہے واسطہ تو بس ابوطالبؑ کے لال سے

۴۶

مولا کا نام ہے مِرے نامِ خدا علیؑ
عقدہ کُشا علیؑ ہیں تو حاجت روا علیؑ
وقتِ دوا علیؑ ہیں تو وقتِ دُعا علیؑ
بے اختیار مُنہ سے نکلتا ہے ، یا علیؑ
یہ ساتھ ساتھ عمر کے اپنی بڑی ہوئی
عادت یہ بچپنے سے ہے گویا پڑی ہوئی

۴۷

کشتی علیؑ ، جہاز علیؑ ، ناخدا علیؑ
منزل علیؑ ، مُراد علیؑ ، مُدّعا علیؑ
مولا علیؑ ، امام علیؑ ، رہنما علیؑ
مشکل جو سامنے ہو تو مشکل کُشا علیؑ
کوئی گلہ نہیں ہے مجھے ہست و نیست کا
اک ذات ہے علیؑ کی جو محور ہے زیست کا

۴۸

محور جو زیست کا ہے ، وہ محور ہے دین کا
بے وہم بے گمان ہے مسلک یقین کا
لنگر ہے آسمان کا ، لنگر زمین کا
قرآن میں ہے ذکر امامِ مُبین کا
وہ انسیت رہی ہے جنابِ امیرؑ سے
طفلی میں جیسے طفل کو مادر کے شیر سے

۴۹

پہلا امام ، پہلا نمازی ، تو ہے علیؑ
ہے ورثہ دارِ شاہِ حجازی ، تو ہے علیؑ
گر جان کی لگانا ہو بازی ، تو ہے علیؑ
ہر جنگ میں رہا ہے جو غازی ، تو ہے علیؑ
مختارِ شش جہات بھی ، مجبور بھی علیؑ
مولائے کائنات بھی ، مزدور بھی علیؑ

۵۰

عالِم علیؑ ، فقیہہ علیؑ ، راہ بَر علیؑ
بےاعتبار خلق میں ہیں معتبر علیؑ
ہر معرکہ میں فتح و ظفر کی خبر علیؑ
دُنیائے کفر جس سے ہے زیر و زبر ، علیؑ
یہ ہوں اگر نظر میں سعادت نظر کی ہے
چہرہ انہیں کا ہے جو عبادت نظر کی ہے

۵۱

بہتی ہے ان کے در سے ہر اک آبنائے علم
خطبے ہیں ان کے آج بھی پرچم کُشائے علم
سینہ انہیں کا ہے جہاں معراجِ پائے علم
قول اِن کا ہے سلونی یہ ہے انتہائے علم
وہ علم کون سا ہے جو ان کو ملا نہ ہو
اُٹھ جائیں گر حجاب بھی تو کچھ سوا نہ ہو

۵۲

گھاٹی نہ چھوڑنے کی ہدایت نبیؐ کی تھی
سازش تھی یا خطا وہ کسی اُمّتی کی تھی
پہلی صدا وہ جنگِ اُحد میں کسی کی تھی
جو دوسری صدا تھی مقابل ، علیؑ کی تھی
مَرنے کا فائدہ جو محمدؐ نہیں رہے[1]
جینے کا کیا مزہ جو محمدؐ نہیں رہے[2]

۵۳

یہ مرتبے علیؑ کے سوا کب کسی کے ہیں
ہر اِک قدم پہ یاور و ناصِر نبیؐ کے ہیں
سردار جو جناں کے ہیں ، بیٹے علیؑ کے ہیں
خوش خوش چُکا لیے ہیں کہ سودے خوشی کے ہیں
اللہ سے وہ اور بھلا کیا مزید لے
جو اپنا نفس بیچ دے ، مرضی خرید لے

۵۴

تاریخِ کائنات میں ، ایسا کوئی نہیں
تصویرِ شش جہات میں ، ایسا کوئی نہیں
حَدِّ تصوّرات میں ، ایسا کوئی نہیں
اِمکانِ مُمکنات میں ، ایسا کوئی نہیں
افضل ہے کون اس سے ، یہ کوشش فضول ہے
بندوں میں صرف ایک ، خدا کا رسول ہے

۱۔ پہلی صدا ۲۔ دوسری صدا

۵۵

وہ علم کا مدینہ ہیں یہ اس کا باب ہیں
یہ بھی ہیں لاجواب جو وہ لاجواب ہیں
نقشِ قدم انھیں کے تو حق کا نصاب ہیں
لولاک اُن کی شان تو یہ بوتراب ہیں
کس کے ہیں اور ایسے جو درجے علیؑ کے ہیں
دنیا و آخرت میں یہ بھائی نبیؐ کے ہیں

۵۶

اِک سر ہے، ایک جسم ہے، دونوں کا خون ایک
ظاہر بھی ایک، دونوں کا ہے اندرون ایک
ان کا غضب بھی ایک ہے، ان کا سکون ایک
سب مقصد و ارادہ ہیں بَطنِ بطون ایک
دونوں کی اصل ایک ہے اور اک شجر سے ہیں
مسکن بھی ایک ہے، ابوطالبؑ کے گھر سے ہیں

۵۷

کعبہ میں جو ہوئی، وہ ولادت علیؑ کی تھی
مسجد میں جو ہوئی، وہ شہادت علیؑ کی تھی
بچتی تھی جان جس سے، وہ نصرت علیؑ کی تھی
جو کربلا میں لُٹ گئی، دولت علیؑ کی تھی
اسلام کو دیا نہ کسی خوش خصال نے
سب کچھ لٹا دیا ابوطالبؑ کے لال نے

۵۸

بعدِ علیؑ ، امام حسنؑ ہیں ، حسینؑ ہیں
دنیا بھی جانتی ہے شہِ مشرقین ہیں
سردارِ خلد ہیں ، دلِ زہراؑ کا چین ہیں
پوچھو رسولؐ سے تو کہیں نورِ عین ہیں
ابنائے روزگار ہیں ، فردِ وحید ہیں
دونوں ہی راہِ ظلم و ستم کے شہید ہیں

۵۹

پہنچے جو کربلا میں شہِ آسماں پناہ
ڈالی زمینِ منزلِ مقصود پر نگاہ
فرمایا بس رُکے گا یہیں فاطمہؑ کا ماہ
عباسؑ نے بنائی ترائی میں خیمہ گاہ
بیٹھے شُتر ، اُتارے کجاوے کسے ہوئے
ٹھنڈی ہوا میں سوگئے بچّے تھکے ہوئے

۶۰

اِتنے میں فوجِ شام کا لشکر پہنچ گیا
بل ابروؤں پہ ڈال کے سردار نے کہا
اپنے لیے پسند کرو اور کوئی جا
خیمے تو ہوں گے یاں عُمرِ سَعد کے بپا
سایہ شجر کا ہے ، نہ ہے صورت سحاب کی
گرمی کے دن ہیں ، ہم کو بھی چاہت ہے آب کی

۶۱

سن کر یہ بات غیظ میں حیدرؑ کا لال ہے
چہرہ ہوا ہے سُرخ ، یہ جوشِ جلال ہے
اس وقت اس سے آنکھ ملانا محال ہے
خیمے ہٹائے نہر سے کس کی مجال ہے
بپھرا ہُوا ہے ، شیر کی حالت عجیب ہے
تیور بتارہے ہیں قیامت قریب ہے

۶۲

دادا شجاع ، باپ دلاور ، پسر دلیر
عبّاسؑ نام اور اَسَدِ کبریا کا شیر
ہنگامِ حرب جو بھی زبردست ہو ، وہ زیر
ہوتے ہیں اس کی ضرب سے لاشوں کے رن میں ڈھیر
بابا کی ضرب ٹھہری تھی روح الامین پر
اس کی بہادری کا ہے سکّہ زمین پر

۶۳

تابِ مُخدّراتِ مُقدّس اِسی سے ہے
اِحساس عافیت کا جو ہے ، بَس اِسی سے ہے
تسکینِ قلبِ ہر کَس و ناکَس اِسی سے ہے
سیدانیوں کے دل کی تو ڈھارَس اِسی سے ہے
ساونت ہے ، نڈر ہے ، جری ہے ، دلیر ہے
عبّاسؑ ہے یہ شیرِ الٰہی کا شیر ہے

۶۴

شہؑ نے کہا خفا نہ ہو اتنی سی بات سے
باقی ہی کتنے روز رہے ہیں حیات سے
تکلیف کچھ کسی کو نہ ہو اپنی ذات سے
عبّاسؑ جاؤ ، خیمے ہٹالو فرات سے!
دریا کی احتیاج انہیں ہے ، بہم کریں
پانی سے ان کو دور رکھیں ، اور یہ ہم کریں

۶۵

ہر اک نفس جو گرم تھا اِحساس کا لہو
دل سے اُمڈ کے آتا تھا اَنفاس کا لہو
کھولا ہوا تھا جوش سے حسّاس کا لہو
صابر کی دسترس میں تھا عبّاسؑ کا لہو
وہ طاعتِ امام میں اپنی مثال تھا
حاصل جہادِ نفس میں ایسا کمال تھا

۶۶

دل میں علیؑ کے شیر کے کیا کیا تھے ولولے
ہو جنگ یادگار وہ تیغِ دوسر چلے
ہو ظالموں کے خون کا دریا گلے گلے
تارے ابھی سے آئیں نظر سب کو دن ڈھلے
مرضی امام کی جو نہ تھی جبر کرلیا
حسرت یہ دل کی ، دل میں رہی ، صبر کرلیا

۶۷

سقائے اہلِ بیتؑ وہ پہنچا ہے گھاٹ پر
آ کر علَم حسینؑ کا گاڑا ہے گھاٹ پر
نیزے سے خون اتنا بہایا ہے گھاٹ پر
شامی کوئی نظر نہیں آتا ہے گھاٹ پر
اس بیت میں بندھی نئے مضمون کی فُرات
پانی کے ساتھ ساتھ بہی خون کی فُرات

۶۸

نکلے بھڑاس دل کی ، وہ جادہ نہیں ملا
موقع وغا کا حسبِ ارادہ نہیں ملا
میدان تو ملا ، پہ کُشادہ نہیں ملا
مولا سے اذن بھی تو زیادہ نہیں ملا
پھر بھی وہ کر گیا جو کسی نے کیا نہیں
قبضے میں نہر لے کے بھی ، پانی پیا نہیں

۶۹

ہر حال میں حسینؑ کا راحت رساں رہا
جب بھی ، جہاں تھی اس کی ضرورت ، وہاں رہا
خدمت میں کوئی اس کی طرح سے کہاں رہا
بچپن سے حاضری میں یہی نوجواں رہا
اہلِ وفا ہوئے ہیں بہت یوں تو دہر میں
پیاسا رہا ہے کوئی کہیں آبِ نہر میں

۷۰

دادا کی طرح نصرتِ اسلام کر گیا
اسلاف کا جہاں میں بڑا نام کرگیا
بابا نے جو کیا تھا ، وہی کام کرگیا
عہدِ وفائے جد کو سرانجام کر گیا
ضامن لہو انہیں کا ہے دیں کی حیات کا
ممنون ہے خدا ابوطالبؑ کی ذات کا

۷۱

پوری ہوئی نہ جنگ کی حسرت ، اسی کی تھی
پیاسی رہی سکینہ ، خجالت اسی کی تھی
اللہ یہ حمیّت و غیرت اِسی کی تھی
رَن سے اُٹھے نہ لاش ، وصیت اسی کی تھی
جو جان سے عزیز تھا ، جاں سے گذر گیا
آقا سے یہ کلام کیا ، اور مَر گیا

۷۲

دریا سے مشک لے کے نہ خیمے میں جاسکا
بچوں سے ہوں خجل کہ نہ پانی پلا سکا
گودیں اُجڑ کے رہ گئیں کس کو بچاسکا
مولا ، غلام آپ کے کیا کام آسکا
بابا کے سامنے یونہی شرمندہ جاؤں گا
میں والدہ کو آپ کی کیا منہ دکھاؤں گا

۷۳

لاشہ تھا رن میں ، خیمہ میں مشک و عَلَم گئے
لائے تھے ساتھ ساتھ تو دونوں بہم گئے
ایسے جری جہاں میں کم آئے ہیں ، کم گئے
تاریخ اپنے خون سے کرتے رقم گئے
یوں کر دیا بلند کچھ اسلام کا عَلَم
عبّاس حشر تک ہے ترے نام کا عَلَم

۷۴

وہ گود کے پلے ہوں کہ انصارِ باوفا
ہر ایک نے کیا رہِ نُصرَت کا حق ادا
فروہؑ نے نذر کر دیا قاسمؑ سا مہ لقا
زینب کے لال بھی ہوئے اسلام پر فدا
سب اپنی جان دے چکے ، باقی کوئی نہیں
تنہا حسینؑ رن میں ہیں ، ساتھی کوئی نہیں

۷۵

گھر بھر کی تھا جو آنکھ کا تارا ، وہ دے دیا
اٹھارہ سال جس کو تھا پالا ، وہ دے دیا
جھولے میں تھا جو ہنسلیوں والا ، وہ دے دیا
یعنی خدا کی راہ میں جو تھا ، وہ دے دیا
کام آ گئی کمائی علیؑ و بتول کی
اک دوپہر میں لٹ گئی کھیتی رسول کی